ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر بابت قرآن کریم

وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

قرآنِ عظیم میں اعداد کا استعمال

(4 اور 5 ہندسوں کی وضاحت)

(تقریر نمبر 4)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (الفاطر:2)

ہر چیز میں خدا کی ضیاء کا ظہور ہے
پر پھر بھی غافلوں سے وہ دلدار دُور ہے
جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے! یہ نسخہ بھی آزما

(درثمین)

پیارے بھائیو! آج کل کچھ دنوں سے قرآن شریف میں درج مختلف اعداد میں جو دلچسپ اور ایمان افروز مضامین بیان ہوئے وہ تقاریر میں بیان ہو رہے ہیں۔ جیسے ایک، دو اور تین ہندسوں پر ہم تفصیل سے تین تقاریر میں ذکر کر آئے ہیں۔ آج دو ہندسوں یعنی 4 اور 5 کا ذکر ایک ہی تقریر میں کرنے جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے چار کے ہندسہ کے لئے الرُّبُعُ، رُبٰعَ، اَرۡبَعَ، اَرۡبَعَۃٌ اور رَابِعُھُمۡ کے الفاظ قرآن کریم میں 18 مقامات پر استعمال ہوئے ہیں۔ اِن میں سے جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی کبریائی، تربیت و اصلاح نفس اور اصلاحِ معاشرہ سے ہے اُن کو آج زیرِ بحث لاتے ہیں۔

قرآنِ شریف میں چار کے عدد کے استعمال سے قبل چار کے ہندسے کو لغات میں دیکھتے ہیں۔ چار کا لفظ جہاں ایک ہندسہ ہے جو تین کے بعد آتا ہے۔ یہ ہندسہ بھی کثرت کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے چار لوگ یعنی چند لوگ جو چار سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ چار گُنا بہت زیادہ، چاروں پہر یعنی اکثر اوقات، چار سُو یعنی ہر طرف اور پھر بعض اوقات کمی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے چار قدم یعنی زیادہ دُور نہیں۔ چار آدمی کے معنی لکھے ہیں چند آدمی۔ چار کا لفظ مذہبی دنیا میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے چار قُل، چار تکبیر یعنی نماز جنازہ۔ پھر چار کا لفظ محاورۃً بھی استعمال ہوا ہے جیسے چار چاند لگانا یعنی عزّت بڑھانا۔ چار تخم یا چار مغز، چار دانت یعنی چار سال کا جوان مویشی، قربانی کے لئے بکرے کے دانت دیکھتے ہیں۔ اسے **چوگا** بولتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اِس ہندسے کو اپنے اقوال میں استعمال فرمایا ہے۔ جیسے فرمایا۔ میری امّت میں 30 جھوٹے دجّال ہوں گے۔ اُن میں چار عورتیں ہوں گی۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث 985) اور جہاں آنحضورؐ کے شفاعت کرنے کا ذکر ملتا ہے وہاں حضورؐ کے دل کی نرمی کا یہ حال ہو گا کہ کوئی شخص جہنم میں رہ نہ جائے اس لئے فرمایا۔ مَیں چار دفعہ اللہ کے حضور جہنم کی آگ سے آزادی کے لئے سفارش کروں گا (مسلم کتاب الایمان)

سامعین! اب ہم قرآن کریم میں بیان چار کے ہندسے کی طرف آتے ہیں اور جو سبق ہمیں اُن سے ملتے ہیں اُن کو بیان کرتے ہیں۔

سورۃ الفاتحہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے شروع قرآن ہی میں دُعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے۔ اس کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ (الفاتحہ 2 تا 4)۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی چار صفات کو جو امّ الصفات ہیں بیان فرمایا ہے۔ ربّ

العالمین ظاہر کرتا ہے کہ وہ ذرّہ ذرّہ کی ربوبیت کر رہا ہے۔ عالَم اسے کہتے ہیں جس کی خبر مِل سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دُنیا میں ایسی نہیں ہے جس کی ربوبیت نہ کرتا ہو۔ ارواح اجسام وغیرہ سب کی ربوبیت کر رہا ہے۔ وہی ہے جو ہر ایک چیز کے حسب حال اس کی پرورش کرتا ہے۔ جہاں جسم کی پرورش فرماتا ہے وہاں رُوح کی سیری اور تسلّی کے لئے معارف اور حقائق وہی عطا فرماتا ہے۔

پھر فرمایا ہے کہ وہ رحمٰن ہے یعنی اعمال سے بھی پیشتر اس کی رحمتیں موجود ہیں۔ پیدا ہونے سے پہلے ہی زمین، چاند، سورج، ہوا، پانی وغیرہ جس قدر اشیاء انسان کے لئے ضروری ہیں موجود ہوتی ہیں۔

اور پھر وہ اللہ رحیم ہے یعنی کسی کے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرتا بلکہ پاداش عمل دیتا ہے۔

پھر مالک یوم الدین ہے یعنی جزا وہی دیتا ہے اور وہی یوم الجزاء کا مالک ہے۔ اس قدر صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک کی ہے۔ جب انسان اللہ تعالےٰ کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ مخواہ رُوح میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دُعا کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف جھکتی ہے۔ اس کے بعد اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی ہدایت فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلیات اور رحمتوں کے ظہور کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے اس پر ہمیشہ کمربستہ رہو اور کبھی مت تھکو۔"

(تقریر حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ 29/دسمبر 1904ء)

اللہ تعالیٰ سورۃ فاطر آیت 2 جس کی تلاوت مَیں اوپر کر آیا ہوں ترجمہ اُس کا یہ ہے۔

کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ فرشتوں کو دو دو، تین تین اور چار چار پَروں (یعنی طاقتوں) والے پیغامبر بنانے والا۔ وہ خَلق میں جو چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

ہم تقریر نمبر 3 میں سُن آئے ہیں کہ پَروں سے مراد اللہ کی صفات ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا ہے کہ:

"اب اِس رسول (حضرت محمدؐ) پر ایسے فرشتے نازل ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی کئی کئی صفات کے حامل ہوں گے۔ دو دو صفات کے، تین تین کے اور چار چار کے۔ مگر اِن پر ہی بس نہیں۔ خدا تعالیٰ چاہے گا تو قرآنی وحی لانے والے فرشتوں کے پَروں یعنی صفات الٰہیہ کو جس کے وہ ظاہر کرنے والے ہوں گے، بڑھا دے گا۔"

(فٹ نوٹ زیر آیت 2 الفاطر)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ میں دو مقامات پر چار کے ہندسے کا ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ توبہ آیت 2 کا ترجمہ یہ ہے:

"چنانچہ ملک عرب میں چار مہینے پھر کر دیکھ لو اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے اور یہ (بھی جان لو) کہ اللہ کفار کو رُسوا کر کے چھوڑے گا۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اِس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس آیت میں جن لوگوں کو چار ماہ کی مہلت دی گئی ہے اس سے مراد وہ مشرکین ہیں جنھوں نے مسلمانوں سے کوئی معاہدہ نہیں کیا تھا اور انہوں نے مسلمانوں کے خلاف عملاً جنگ جاری رکھی تھی اور جو لوگ ایسے ہوں ان کا کوئی حق نہیں تھا کہ وہ عرب میں رہتے کیونکہ وہ لڑائی کرنے والے تھے اور لڑائی کرنے والوں کو دنیا کی کوئی حکومت اپنے ملک میں نہیں رہنے دیتی۔ یہاں کسی شخص کو شبہ ہو سکتا ہے کہ مکّہ والوں کو چار مہینے کے بعد نکلنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا حکم قرآن میں کہیں نہیں، بلکہ چار مہینے کی اجازت کا ذکر ہے کہ چار مہینے تک پھر کر دیکھ لو کہ عرب پر اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے اور تمہارے جو اعتراضات تھے وہ سب غلط ثابت ہو گئے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ اس کے بعد کیا ہوگا اس کا قرآن کریم میں کوئی ذکر نہیں۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر فرض کیا جائے کہ ان کے نکالنے کا حکم تھا تب بھی جن لوگوں کو نکالنے کا حکم تھا یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو مکّہ سے نکالا تھا۔ حالانکہ وہ بھی مکّہ کے شہری تھے۔ پس یہ حکم کوئی ظلم نہیں بلکہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا ویسا ہی ان کے ساتھ معاملہ کیا گیا ہے۔

پھر یہ بھی تو دیکھنا چاہیے کہ ان مشرکین کی اولاد کو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ میں رہنے کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ ابو جہل جو سب سے بڑا مشرک اور دشمنِ اسلام تھا فتح مکّہ کے موقع پر اس کے بیٹے عکرمہ نے بھاگ کر ابے سینا جانے کا ارادہ کیا تو اس کی بیوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ کا بھائی یعنی قومی بھائی آپ کے ملک میں رہے تو اچھا ہے یا عیسائیوں کے ملک میں چلا جائے تو اچھا ہے؟ آپؐ نے فرمایا مَیں نے تو اسے کوئی نہیں نکالا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ! وہ ڈر کے مارے چلا گیا ہے۔ کیا مَیں اُسے واپس لے آؤں؟ آپؐ نے فرمایا۔ لے آؤ۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ! وہ بڑا با غیرت آدمی ہے وہ اس

بات کو پسند نہیں کرے گا کہ جب تک اس کی سمجھ میں نہ آئے وہ زبردستی اسلام قبول کرے۔ کیا وہ مشرک رہتے ہوئے بھی آپ کی حکومت کے نیچے رہ سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں رہ سکتا ہے۔ تب وہ گئی اور عکرمہ کو سمجھا کرلے آئی۔ پہلے تو اس نے اعتبار نہ کیا مگر پھر بیوی کے اصرار پر آگیا۔ جب وہ آیا تو اس کی بیوی اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میری بیوی کہتی ہے کہ آپ نے مجھے مکّہ میں رہنے کی اجازت دی ہے کیا یہ ٹھیک ہے؟ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر اس نے کہا، یا رسول اللہ! جب تک اسلام میری سمجھ میں نہیں آتا مَیں اسلام قبول نہیں کروں گا۔ کیا غیر مسلم اور مشرک ہونے کی حیثیت میں بھی مجھے مکّہ میں رہنے کی اجازت ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس پر وہ بے اختیار بولا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا؟ تم تو ابھی کہہ رہے تھے کہ اسلام ابھی میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ نے جو اپنے ابتدائی اور سب سے بڑے دشمنِ اسلام کے بیٹے سے یہ سلوک کیا ہے کہ وہ مشرک رہتے ہوئے بھی مکّہ میں رہ سکتا ہے یہ سوائے خدا کے رسول کے اور کوئی نبی نہیں کر سکتا۔ پس آپؐ کے اس فیصلہ سے میرا دل صاف ہوگیا اور مَیں نے سمجھ لیا ہے کہ آپؐ خدا تعالیٰ کے سچّے رسول ہیں۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی سمجھتے تھے کہ اس سورۃ کا یہ مطلب نہیں کہ مشرکین کو عرب سے نکال دیا جائے، بلکہ صرف شریر کفّار کو نکالنے کا حکم ہے۔ جو کفّار اس بات پر آمادہ ہوں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ محبت سے رہیں گے اُن کو نکالنے کا کہیں حکم نہیں۔ اوّل قرآن کے الفاظ اور دوم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ثابت کرتا ہے کہ اس سورۃ میں کفّار کے جبری نکالنے کا کوئی حکم نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ ایسے لوگوں کو نکالنے کا حکم ہے جو شریر ہوں اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں جاری رکھنے والے ہوں اور ایسے لوگوں کو دنیا کی ہر حکومت نکالتی ہے اور اس میں کسی قسم کا حرج نہیں سمجھتی۔ یہ فعل اُن کا اپنا ہوتا ہے اور ہر شخص اپنے فعل کا آپ ذمّہ دار سمجھا جاتا ہے۔"

(تفسیر صغیر زیر آیت سورہ التوبہ آیت 2)

سورۃ التوبہ کی ایک دوسری آیت یعنی 36 میں بھی 12 مہینوں میں 4 مہینوں کو حُرمت کے مہینے قرار دیا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کیا کرو اور تمام مشرکوں سے لڑو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ

"اصل غرض مہینہ نہیں بلکہ اصل غرض پاکیزہ زندگی بسر کرنا ہے۔"

آئیں! سورۃ النساء کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جس میں چار دفعہ 4 کے الفاظ بیان ہوئے ہیں۔ اِس سورۃ کے آغاز پر ہی آیت 4 میں اللہ تعالیٰ نے چار عورتوں سے شادی کی اجازت اِس شرط سے دی ہے کہ اگر تم انصاف اور عدل کر سکتے ہو تو کر لو۔ ہم تقریر نمبر 3 میں سورۃ النساء کی آیت 12-13 کے حوالے سے سُن آئے ہیں کہ اِن میں وراثت کی تقسیم کے اصول مقرر ہوئے ہیں۔ اِن حصّوں میں چوتھے حصّہ کا ذکر بھی ہے۔

سورۃ البقرہ میں بھی دو جگہ اَرۡبَعَۃٌ کے الفاظ استعمال ہوئے۔ آیت 227 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"جو لوگ اپنی بیویوں کے متعلق قسم کھا (کر ان سے علیحدگی اختیار کر) لیتے ہیں اُن کے لیے (صرف) چار مہینے تک انتظار کرنا (جائز) ہے پھر اگر (اس عرصہ میں صلح کے خیال کی طرف) لوٹ آئیں تو اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اِس کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"عرب میں یہ رواج تھا کہ بعض لوگ اپنی بیویوں کو طلاق تو نہ دیتے مگر قسم کھا لیتے کہ ہم اُن سے تعلق نہیں رکھیں گے۔ اس قَسم کے ذریعہ سے وہ اپنے خیال میں بیوی کی طرف سے عائد شدہ ذمّہ داریوں سے آزاد ہو جاتے تھے کیونکہ اُن کے خیال میں قَسم کی ذمّہ داری خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد ہوتی ہے اور بندوں کی ذمّہ داری سے مقدّم ہے۔ پس جب کہ خدا تعالیٰ کی قَسم روک بن گئی تو اُن کے خیال کے مطابق عورت کے حقوق کا ادا نہ کرنا کوئی بڑا گناہ نہ رہا۔ یہ گندہ خیال اب بھی دنیا میں موجود ہے۔ مسلمانوں میں سے بھی بہت سے لوگ ہیں جو یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ بیویوں سے تعلق نہیں رکھیں گے لیکن طلاق بھی نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی ایسا کر بیٹھے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اسے **چار** مہینے تک کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس عرصہ میں وہ صلح کر لے تو کر لے ورنہ جیسا کہ اگلی آیت میں ہے پھر قاضی طلاق کا فیصلہ کر دے گا۔ اس آیت میں عورت کو معلّقہ چھوڑنے کے خلاف فیصلہ فرمایا۔ مرد زیادہ سے زیادہ مدّت نکاح میں چار ماہ تک کے لیے عورت سے علیحدہ رہنے کا عہد کر سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ جب چاہے علیحدہ ہو جائے۔ چار ماہ گزر جائیں تو مرد کو رجوع کرنا ہوگا یا طلاق دینی ہوگی کیونکہ جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے کہ رجوع نہ کرنے کی صورت میں صرف طلاق کا راستہ کھلا بتایا ہے۔ فقہاء کا اس آیت کے احکام کی تفصیلات میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر مدّت گزر جائے اور مرد رجوع نہ کرے تو

عملاً یعنی اس سے مباشرت کر کے، نہ زبانی اپنے عہد کو واپس لے کر۔ تو دونوں میں قاضی علیحدگی کروا دے گا۔ یہ امام مالک علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ چار ماہ کے ختم ہونے سے پہلے رجوع ضروری ہے ورنہ چار ماہ گزرنے پر اگر کوئی شخص رجوع نہ کرے، نہ طلاق دے تو اسے قاضی مجبور کرے گا کہ رجوع کرے یا طلاق دے۔ یہ بھی قریباً امام مالکؒ کے قول سے ملتا ہے۔ اگر مرد دونوں باتوں میں سے کوئی بھی نہ کرے گا تو قاضی اس کی طرف سے طلاق دلا دے گا۔ امام نخعیؒ کا قول ہے کہ یہ رجوع پوشیدہ جائز نہیں، نہ اشارہ سے بلکہ قول سے اور گواہوں کی موجودگی اس کے لیے ضروری ہے۔ غرض یہ کہ قرآن کریم عورت کو کَالۡمُعَلَّقَۃِ چھوڑنے سے منع کرتا ہے اور جو چھوڑے اُسے مجبور کرتا ہے کہ یا صُلح کرے یا اسے طلاق دے۔"

(تفسیر صغیر فٹ نوٹ آیت 227 سورہ البقرہ)

پھر اسی سورۃ البقرۃ کی آیت 235 میں فرمایا:

"تم میں سے (جن لوگوں) کی رُوح قبض کر لی جاتی ہے اور وہ (اپنے پیچھے) بیویاں چھوڑ جاتے ہیں (چاہیے کہ) وہ (بیویاں) اپنے آپ کو چار مہینے (اور) دس (دن) تک روک رکھیں۔ پھر جب وہ اپنا مقرّرہ وقت پورا کر لیں وہ اپنے متعلق مناسب طور پر جو کچھ (بھی) کریں اُس کا تم پر کوئی گُناہ نہیں اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے۔"

اِس میں ایسی عورتیں جن کے میاں وفات پا جائیں تو 4 ماہ 10 دن کی عدّت مقرر کر دی گئی۔ اس دوران وہ شادی نہیں کر سکتیں۔ اس عرصہ کے گزرنے کے بعد وہ آزاد ہیں۔ سورۃ الکھف آیت 23 اور سورۃ المجادلہ آیت 8 میں رَابِعُھُمۡ کا ذکر ہم اپنی اَور تقاریر میں کر آئے ہیں۔

سامعین! چار کے ہندسے کے بیان میں آخری حصّے میں داخل ہوتے ہیں اور سورۃ النّور میں بیان **اَرۡبَعٌ** کا ذکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النّور میں 5 دفعہ چار کے ہندسے کا ذکر کیا ہے۔ اِن میں سے ایک وہ حقیقت بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو دَابّہ یعنی جانور اور حشرات پیدا کر رکھے ہیں بعض پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض دو ٹانگوں پر اور بعض چار ٹانگوں پر چلتے ہیں۔ (سورۃ النّور:46) سورۃ النّور کی باقی آیات نمبر 5 تا 10 اور 13 میں **چار** کا ہندسہ استعمال ہوا ہے۔ یہاں اِن تمام کا ترجمہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو اپنی ذات میں چار کے ہندسے کی وضاحت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

"جو لوگ پاک دامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں۔ پھر **چار** گواہ مہیّا نہیں کرتے تو (ان کی سزا یہ ہے کہ) اُن کو اَسّی کوڑے لگاؤ اور اُن کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہ لوگ (اپنے) اس فعل کی وجہ سے شریعت اسلامی کی اطاعت سے خارج ہیں۔ سوائے اُن کے جو بعد میں توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں۔ سو ایسا کرنے پر اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور اُن کے پاس سوائے اپنے وجود کے اور کوئی گواہ نہیں ہوتا اُن میں سے ہر شخص کو ایسی گواہی دینی چاہیے جو اللہ کی قسم کھا کر چار گواہیوں پر مشتمل ہو اور (ہر گواہی میں) وہ یہ کہے کہ وہ راستبازوں میں سے ہے اور پانچویں (گواہی) میں (کہے) کہ اُس پر خدا کی لعنت ہو، اگر وُہ جھوٹوں میں سے ہو اور اس بیوی سے (جس پر اس کا خاوند الزام لگائے) اس کا اللہ کی قسم کھا کر چار گواہیاں دینا کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے عذاب دُور کر دے گا اور پانچویں (قسم) اس طرح (کھائے) کہ اللہ کا غضب اُس (عورت) پر نازل ہو اگر وہ (الزام لگانے والا خاوند) سچّا ہے۔"

اَور آیت 13 میں فرماتا ہے

"جب تم نے یہ بات سُنی تھی تو کیوں نہ مؤمن مردوں اور عورتوں نے اپنی قوم کے متعلق نیک گمان کیا اور یہ کہہ دیا کہ یہ تو ایک بہت بڑا جھوٹ ہے اور کیوں نہ وہ لوگ (جنہوں نے یہ جھوٹ پھیلایا تھا) اس پر چار گواہ لائے پس جبکہ وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ کے فیصلہ کے مطابق وہ جھوٹے ہیں۔"

(تفسیر صغیر)

سامعین! سورۃ النور کی اِن آیات میں **وَالۡخَامِسَۃُ** کے الفاظ دو دفعہ استعمال ہوئے ہیں۔ ترجمہ اوپر بیان کر چکا ہوں کہ اگر کوئی فرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور اُس کے پاس 4 گواہ نہ ہوں تو وہ چار دفعہ، اللہ کی قَسم کھا کر گواہی دے کہ وہ راست بازوں میں سے ہے اور 5 ویں گواہی میں جھوٹا ہونے کی صورت میں اپنے پر اللہ کی لعنت بھیجے۔ اس کے مقابل پر وہ عورت جس پر زنا کا الزام ہو وہ چار دفعہ خدا کی قَسم کھا کر گواہی دے کہ اُس کا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں گواہی میں وہ عورت قَسم کھائے اور اگر اِس کا خاوند سچا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہو۔

یہی سے پانچویں ہندسے کی بات کا آغاز کرتے ہیں۔ سورۃ الکھف آیت 23 میں اصحاب کہف کی تعداد کا ذکر ہو رہا ہے۔ بعض کہتے ہیں پانچ تھے اور چھٹا اُن کا کتّا تھا اور سورۃ المجادلہ آیت 8 میں اللہ تعالیٰ کی ہر جگہ موجودگی کا ذکر ہے کہ اگر تین آدمی علیحدگی میں مشورہ کر رہے ہوں تو چوتھا خدا اُن کے ساتھ ہے اور **پانچ** الگ سے مشورہ کر رہے ہوں تو چھٹا اُن کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کا ذکر سورۃ الانفال میں کیا ہے۔ جب مال غنیمت کی اجازت ہوئی تو کہا گیا کہ مال غنیمت سے اللہ، اُس کے رسولؐ، صحابہؓ، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے **پانچواں** حصّہ ہے۔ (الانفال:42)

قرآن کریم میں دو جگہ بِضۡعَ سِنِیۡنَ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ سورۃ یوسف آیت 43 میں اور سورۃ الروم آیت 5 میں۔ مشہور لغت اقرب کے مطابق اَلْبِضْعُ۔ مَا بَیْنَ الثَّلَاثِ اِلَی التِّسۡعِ۔ تین سے لے کر نو تک کو بضع کہتے ہیں۔

(بحوالہ تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 316)

اس لحاظ سے یہ لفظ قرآن کریم میں آئے ہوئے 3 سے لے کر 9 تک کے سب ہندسوں پر اطلاق پاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ان معنوں کو سورۃ یوسف آیت 43 کے حل لغت میں بیان فرمایا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے یہی ترجمہ سورۃ الروم آیت 5 میں کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہے ہدایت کے راستے تلاش کرنا چاہتا ہے، وہ نیک نیت ہو کر، پاک دل ہو کر اس کو پڑھے اور اپنی عقل کے مطابق اس پر غور کرے، اپنی زندگی کو اس کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ کوشش تو بہر حال شرط ہے وہ تو کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی چیزوں کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے اس کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کے اعداد میں بیان مضامین پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡